یہ اخبار ہدایت آثار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن مطبع اہلحدیث امرتسر سے چھپکر شائع ہوتا ہی

R.L.N.352

اہلحدیث

امرتسر

شرح قیمت

گورنمنٹ عالیہ سے سالانہ ۱۰ عہ
والیان ریاست سے " ۔ سے
رؤسا و جاگیرداروں " للعہ
عام خریداروں سے " عہ
چھ ماہ کیلئے " ۱۲ ۔ عہ
ممالک غیر سے " ۵ شلنگ

اجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے
جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام
مالک مطبع و اخبار اہلحدیث
ہوا کرے

مقاصد

[illegible] اسلام [illegible]
مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث
کی خصوصاً مذہبی و دنیوی خدمت کرنا
گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات
کی نگہداشت کرنا

قواعد و ضوابط

قیمت ہر حال پیشگی آنی چاہیے
بے ٹکٹ خطوط وغیرہ واپس ہونگے
نامہ نگاروں کی خبریں اور مضامین
بشرط پسند مفت درج ہونگے

نمبر (۴۱) مطبوعہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۲۴ ہجری مطابق ۱۷ اگست ۱۹۰۶ عیسوی جلد (۳)

علیگڈھ میں عیسائیوں سے مباحثہ

۲۷ جولائی کے اہلحدیث میں مباحثہ مذکورہ کی مجمل کیفیت چھپی تھی اور وہ پرچہ جناب پادری جوالا سنگھ صاحب کی خدمت میں بھی بھیجا تھا۔ چونکہ ہمکو گمان ہے کہ پادری صاحب جیسے فاضل بزرگ کو اگر عیسائیت کی تثلیث کی غلطی سمجھ میں آجاوے۔ تو اسکو چھوڑنے میں کسیطرح سے رعایت نکریں گے۔ اسلئے ایک عریضہ بھی لکھا کہ اگر آپ اس مضمون پر بحث جاری رکھنا چاہیں۔ تو اہلحدیث کے کالم اس خدمت کیلئے حاضر ہیں۔ چنانچہ آپنے ایک مضمون بھیجا ہے جس میں مناظرہ کی کیفیت کے علاوہ پادری صاحب نے اپنا اعتقادات بھی صاف لفظوں میں لکھے ہیں۔ پس ناظرین پادری صاحب کے مضمون کو بغور پڑھیں کیونکہ یہ مباحثہ اپنی نوعیت میں جدید ہے۔ پادری صاحب فرماتے ہیں:۔

جو کیفیت مباحثہ کی مولوی حبیب الرحمان صاحب نے ۲۷ جولائی ۱۹۰۶ء کے پرچہ میں شائع کی ہی۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ نے اپنا فرض منصبی خوب ادا کیا۔ مگر چونکہ اس میں یہ مندرج ہے کہ مسیح ممکن بالذات ہے۔ کہ واجب بالغیر اور قدیم بالزمان ہو۔ جس سے اُسکی ماہیت ممکنہ کا انقلاب ماہیت واجبہ بالذات کی طرف ہو سکیگا۔ ممکن ہر حال ممکن ہی ہے گو واجب بالغیر ہو جاوے"۔ اس فقرہ سے شاید کوئی شخص جو دقائق فلسفہ سے ناواقف ہے سمجھے کہ مسیح ابن اللہ کے واجب الوجود یعنی خدا ہونیکی نفی ہو۔ لہٰذا میں نے اس مغالطہ کے رفع کرنیکا قصد کیا واضح ہے۔ کہ بوقت مباحثہ کے میں نے اپنی تقریر میں جیسا کہ مولوی صاحب کی تحریر سے مترشح ہے ذات واجب تعالیٰ کو اپنے معلول کی علت اور معلول اول علت تامہ کو ابن اللہ بیان کیا تھا۔ اور بعد اسکے ایسے وجوہات بھی صفائی سے عرض کر دی تھی۔ جس سے معلول اول یعنی ابن اللہ کا مختلف اعتبارات کے ساتھ ممکن و واجب و مخلوق و خالق اور خدا ہونا ثابت تھا۔ مگر افسوس کہ جناب فاضل ثناء اللہ صاحب امرتسری نے جملہ اعتبارات مختلفہ کو ذہن کے مطابق یہ سارے احکام معلول اول کی نسبت ثابت تھے ساقط کر کے صرف اسی امر پر کہ مسیح ابن اللہ فقط مخلوق واجب تعالیٰ ہے محمول کیا تھا۔ یہ اُن کو زیبا نہ تھا اسواسطے کہ

درخواست۔ جن صاحبوں کو ۱۰ اگست کے ۲ دو پرچے پہونچے ہیں وہ مہربانی کر کے ایک پرچہ واپس کریں۔ ٹکٹ محصول اونکو دیا جاویگا۔ مینجر

تمام علوم مدونہ کے مسائل اعتبارات ہی پر مبنی ہیں۔ پس اعتبارات کا لحاظ نہ کرنا عقل کے خلاف ہے (لولا الاعتبارات لبطلت الحکمۃ) الغرض بالجملہ اس شبہ کو رفع کرنیکو کہ مسیح ابن اللہ فقط مخلوق ہی نہیں بلکہ خدا ہے۔ بغور ملاحظہ فرمائیے۔ جاننا چاہیئے کہ از روئے دلائل معقول یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ ذات واجب تعالیٰ واحد حقیقی ہے اور مع اپنی صفت ارادہ کے جو اسکی عین ذات ہے اپنے معلول کی علت تامہ ہے اور دوسری یہ کہ فقط ایک ہی ایسا معلول ہے جو بلا توسط صادر یا بالذات ہے اس اعتبار سے واحد سے واحد ہی صادر ہوتا ہے مرتبہ اول میں ذات واجب تعالیٰ سے اولاً جو صادر ہوا ہے۔ چنانچہ مسیحی اپنی اصطلاح میں ذات واجب تعالیٰ کو رب اللہ اور معلول اول واجب تعالیٰ کو ابن اللہ اور جو شخص ساتھ علاقہ معلول اول اور فرد انسانیت کے بطن مقدسہ حضرت مریم کے پیدا ہوا ہے اسکو یسوع مسیح اور باعتبار اشد تعلق ہر دو کے کبھی یسوع مسیح کو ابن اللہ اور کبھی ابن آدم کہتے ہیں۔ پس جب یہ بات منقطع ہو چکی کہ پہلے آپ معلول اول کو تسلیم کر لیں۔ چنانچہ آپکی تحریر سے ظاہر ہے کہ جب مولوی فاضل صاحب کا کچھ بس نہ چلا تو خود ما و ما کر کے مان لیا کہ درستی آپ ہی کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح مخلوق ہے خالق نہیں۔ کیونکہ واجب بالذات یعنے خدا تعالیٰ کا معلول اول ہے اسکے بعد یہ بھی معلوم کیجئے کہ کسطرح معلول اول یعنے مسیح ابن اللہ ممکن اور واجب مخلوق اور خالق ونیز ابن اللہ اور خدا تعالیٰ ہے علم معقول کا قاعدہ ہے کہ شے واحد کی نسبت مختلف اعتبار سے مختلف حکم لگاتے ہیں۔ اور اسکا انکار سوائے جاہل کے کوئی فاضل کر نہیں سکتا پس مسیح ابن اللہ کو اس اعتبار سے کہ اسکا وجود اپنی علت کے تابع ہے ممکن الوجود کہتے ہیں اور اس اعتبار سے کہ اسکا عدم بوجہ قطع تعلق علت کے محال ہے اور تقدم و تاخر زمانی اور لواحق عدم کو ہمیشہ سے اسکو واجب الوجود مانتے ہیں اور باعتبار نفس صدور کے مسیح ابن اللہ کو خالق عالم کہتے ہیں۔ اور اس اعتبار سے کہ مرتبہ اول میں ذات واحد تعالیٰ سے فقط معلول اول ہی صادر ہوا ہے اور اسکو ابن اللہ کہتے ہیں۔ اور اس اعتبار سے کہ سوائے جہت علت کے بصورت معلول اول ہر مساوی و مماثل اپنی علت کے ہے مسیح ابن اللہ کو خدا جانتے ہیں

اور اگر ہم قطع نظر علت و سرایت عدم کے معلول اول کو واجب الوجود تقریر کریں۔ تو بھی مسیح ابن اللہ کے خدا ہونے میں کچھ قباحت لازم نہیں، آتی کیونکہ اسکا وجود تو بدیہی ہے۔ پس جبتک تمام اعتبارات مذکورہ کی منشا، انتزاع ذات معلول اول متحقق ہے مسیح ابن اللہ کی نسبت مختلف حکم لگانا کہ وہ ممکن و واجب و مخلوق و خالق و ابن اللہ و خدا ہی صحیح ہے۔ اور باعتبار لا مشاحۃ فی الاصطلاح آپ کے عذر کی گنجائش بعدم ہے پس حق تو یہ ہے کہ معلول اول یعنی مسیح ابن اللہ بماہیت ممکنہ باعتبار ممکن عام یعنی ممکن غیر ممتنع کے مماثل ماہیت واجب بالذات بلکہ بتغییر انقلاب درحقیقت واجب بالذات ہے ونیز باعتبار علم معقول آپ الوجود قسم ممکن الوجود سے ہے۔ لہٰذا ممکن الوجود کا انقلاب سے واجب الوجود ہونا تو درکنار عین ممکن الوجود ہے اور ماہیت ممکن الوجود عین ماہیت واجب الوجود ہے۔ پس جو استحالہ آپ نے پیش کیا کہ ماہیت ممکنہ کا انقلاب ماہیت واجبہ بالذات کیطرف نہ ہو سکے گا۔ یہ بھی رفع رفع ہو گیا اور جو آپ نے یہ فرمایا کہ مولوی فاضل صاحب کے سوالات کا جواب نہ ہو سکا۔ سوائے یہ کہنے کے کہ وہ توہم ہی توہم ہے۔ یہ خیال فرمائیے کہ یہ امر کہانتک درست ہے۔ یہی دین اسلام کی توحید۔ لیکن وہ تو کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتی جبتک کہ دین اسلام وجود برزخ کا منکر ہے۔ اور یہ تسلیم کرتا ہے کہ ماسوائے ذات واجب تعالیٰ کو سب حادث زمانی ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ کے قبول کرنے میں کسی نوع سے حادث زمانہ کا ربط ذات واجب الوجود قدیم زمانی سے باقی نہیں رہتا پس جبتک ربط ثابت نہ ہو۔ دین اسلام کی رو سے ذات باری تعالیٰ کا علم نہیں ہو سکتا اور جسکا علم نہ ہو۔ اسکی ہستی کا ثبوت باعتبار کلما لم العلیم لم یعلل کیا ہو سکتا ہے۔ پس دین اسلام نہ فقط توحید ہی سے بلکہ مطلقاً عرفان ذات باری تعالیٰ سے معرا ہے۔ رہا پر دوسرے روز کی گفتگو کا نتیجہ سو وہ ہر عاقل آپ کی تحریر سے بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ پہلے دن مولوی فاضل صاحب نے یہ کہکر کہ یہ دلائل فریق ثانی کے ہیں ٹال دیا تھا۔ اور دوسرے دن تمام اعتبارات کو جس سے ثابت تھا کہ مسیح ابن اللہ نہ فقط مخلوق ہے بلکہ خدا ہی ہے نظر انداز کر کے صرف جہت واحد کو لیکر مسیح ابن اللہ ذات واجب تعالیٰ کا معلول اول ہے یعنی اعتبار مخلوق ہے

+ یہ تو نہیں لکھا۔ بلکہ آپکا ایجاد ہے (ایڈیٹر)

+ دلائل نہیں کہا بلکہ سوال کہا تھا (ایڈیٹر)

گو وہ قدیم ہا پٹھان ہو۔ عوام کو مغالطہ میں ڈالا۔ غرضیکہ دونوں دن
جناب مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب امرتسری سے نہ دلائل ناقضہ
توحید بی اے بین اسلام کی نہ دلائل مثبتہ مسئلہ توحید فی التثلیث
کی تردید ہو سکی۔ اور جو شعر میں پڑھا تھا وہ یہ تھا ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا ۔ جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا

زیادہ اسلام۔ راقم آپکا خادم جوالا سنگھ بریلی

جواب:- آپ کی تقریر کو عام فہم کرنے کے لئے ہم نے ہندسے لگا دئے ہیں۔ او نہی ہندسوں کے لحاظ سے آپکی تقریر کے فقرے بنا دئے ہیں (۱) واجب الوجود ایک ہو (۲) مسیح ممکن الوجود ہے (۳) مسیح کا وجود قطع نظر علت کے معلوم ہو۔ بس یہی تینوں فقرے ہیں جن پر ہماری بحث ہو اور یہی تینوں فقرے آپ کے حقیقت میں اسلام کی فتح کے موجب ہیں۔ پس سنئیے!

سب سے پہلے ایک معقولی اصول یہی عرض ہو۔ وہ یہ ہے کہ مفہوم تین قسم پر ہے۔ واجب بالذات۔ ممکن بالذات اور ممتنع بالذات۔ ان کے معنے یہ ہیں۔ واجب بالذات تو اوسکو کہتے ہیں جسکا وجود بغیر کسی علت کے ہو جیسے خدا ممکن بالذات ایسے کہتے ہیں جسکا وجود کسی علت سے ہو سکے جیسی مخلوقات۔ اور ممتنع بالذات اوسکو کہتے ہیں۔ جو کسی طرح سے بھی وجود پذیر نہ ہو سکے جیسے اجتماع نقیضین مثلاً رات اور دن کا ایک آن میں ایک جگہ پر جمع ہونا اسکو محال بھی کہتے ہیں۔ یہ تینوں قسم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔ جیسے ان کی تعریف ہی سے ظاہر ہو اور ہر ایک تقسیم میں اقسام کا یہی حکم ہے کہ ان میں اجتماع نہیں ہو سکتا ہے مثلاً معقولی طرز پر حیوان کو جن اقسام پر تقسیم کیا جاتا ہو۔ وہ ایکدوسرے سے جمع نہیں ہو سکتے اسی لئے ان کو قسیم کہتے ہیں مثلاً انسان۔ بھیڑ۔ بکری وغیرہ جو انسان ہے وہ انسان ہی ہو۔ وہ بھیڑ نہیں ہو سکتا۔ جو بھیڑ ہے وہ بھیڑ ہی ہے وہ گدھا نہیں بن سکتی۔ پس فرمائیے جب آپ فقرہ دوم میں مسیح کو ممکن بالذات مانتے ہیں اور واجب تعالیٰ کو واحد حقیقی کہتے ہیں۔ تو پھر یہ دعوی آپ کا کیونکر صحیح ہو سکتا ہو کہ مسیح بغیر انقلاب کے واجب بالذات ہو۔ چنانچہ ہندسہ نمبر ۳ کی عبارت آپکی کہہ رہی ہو۔ کیونکہ مسیح جب ممکن بالذات ہو (جو چیز ممکن ہے وہ بالذات ہی ہو۔ ممکن بالغیر کوئی چیز نہیں ہو سکتی) تو پھر واجب بالذات اوسکو کہنا کونسی منطق ہو۔ نیز نمبر ۲ میں آپکا فرمانا کہ واجب الوجود قسم ممکن الوجود سے ہے۔ بالکل کلام شعری بلکہ سفسطہ ہو۔ کیا آپ نے علم منطق میں کہیں پڑھا ہے کہ قسیمین آپس میں متحد ہو جاتی ہیں۔ آپ اگر اتنی ہی پر غور کریں گے۔ تو قرآن شریف کا دعوی آپکو فوراً سمجھ میں آجائیگا۔ کہ بیشک سچ ہے اعتبار نہ ہو تو سنئیے!

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ

یعنے کافر ہیں وہ لوگ جو اس بات کے قائل کہ خدا ہی مسیح ابن مریم ہے اور وہ لوگ بھی کافر ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ خدا تین میں سے ایک ہے۔ تو آجتک تو عیسائی اس ارشاد قرآنی کی مخالفت اور تکذیب کرتے تھے۔ مگر آپکی تقریر سے اوسکی تصدیق ہوتی ہو۔ کیونکہ آپ بڑی فراخدلی سے اسبات کو تسلیم فرماتے ہیں کہ مسیح ممکن الوجود ہے۔ جسکے معنے بقاعدہ منطق صاف یہ ہیں کہ مسیح خدا نہیں اور اسی بات پر قرآن کو ریخ تھا۔ کہ عیسائی مسیح کو خدا کہتے تھے۔ جب وہ خدا نہیں۔ بلکہ مخلوق ہے۔ تو نہ وہ تثلیث کا جزو ہو نہ کل۔ کیونکہ تثلیث مجموعہ تین واجب الوجودات کا نام ہو۔ جب مسیح ممکن الوجود ہو۔ تو وہ نہ تو خود خدا ہو نہ جزو تثلیث پس آپ نے اپنی تقریر میں گویا صاف لفظوں میں قرآن شریف کا دعوی تسلیم فرمالیا۔ رہا کسیقدر آپکا لفظی اختلاف سو وہ بھی تھوڑی سی توجہ سے رفع ہو جائیگا

راہ پر ان کو لے آتے ہیں ہم باتوں میں
اور کھل جائینگے دو چار ملاقاتوں میں

جب اس امر کا تصفیہ ہو جائیگا۔ اور آپ کھلے لفظوں میں مسیح کی ذات سے الوہیت کو مسلوب کر دینگے یا بقاعدہ علم منطق اوسکی الوہیت کا ثبوت دینگے۔ تو بعد اسکے عالم اعلی اور عالم اسفل میں وسائط پر گفتگو ہوگی۔ سر دست غلط مبحث ہے۔ میرے خیال میں ان دو بحثوں کو آپس میں کوئی تعلق نہیں۔

ہاں میں مانتا ہوں کہ مختلف اعتبارات سے مختلف احکامات جاری ہو سکتے ہیں۔ مگر وہ احکامات سب ایسے ہوتے ہیں۔ جو اس شئے کی ذات منافی اور متضاد نہوں بلکہ وہ ذات ان احکامات کی محل ہو سکے۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ ممکن پر واجب بالذات کا حکم لگانا اوسکی ذات کے منافی ہے کیونکہ کوئی ممکن واجب بالذات نہیں ہو سکتا۔ فافہم ولاتعجل

اسکا جواب جو آپ دینگے۔ بخوشی درج کیا جائیگا (ابو الوفا)

داغ دل۔ ایک کتاب ہے جس میں کم سنی کی شادی کے نقصانات اور خانہ بربادی کا نقشہ ہو بہو مصنف نے آنکھوں کے آگے کھینچ دیا ہے۔ اسکا مطالعہ ہر ایک کے لئے مفید ہو۔ قیمت ۴؍ المشتہر علم الدین

ahmadimuslim.de

پیشینگوئی شہادت کی روائتوں پر جرح اور اسکا جواب

(از جناب ...)

اہلحدیث مورخہ ۱۵ جون ۱۹۳۱ء میں جو ایک مضمون مختصر ثبوت شہادت میں متعلق پیشگوئی آنحضرت علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام لکھا تھا۔ اُس میں چند حدیثیں مسند حضرت امام احمدؒ کی پیش کی تھیں اور اُسکو رواۃ و رجال کو بھی بقاعدہ فن اسماء رجال کے پرکھ کر بتایا گیا تھا۔ اسی مضمون کو دیکھکر منکرین شہادت حیرت میں آگئے اور ان میں ایک سنسناہٹ سی پیدا ہو گئی۔ کیونکہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے تحفۃ اثنا عشریہ میں یا علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے صواعق محرقہ میں (وغیرہا) جو ان روائتوں کو نقل کیا ہے۔ اُس کی اسناد اور رواۃ کی صحت کو میں نے دکھلا دیا۔ اب کچھ دنوں کے بعد ایک صاحب (مولوی عبد المنان نامی) نے کرزن گزٹ مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۳۱ء میں اُن رواۃ احادیث پر جرح کی تعدیل و توثیق جیسے نقل کر دی۔ جرح کرکے اور اس طرح سے عوام کی نظروں میں ان روائتوں کو غیر مستند ثابت کرنا چاہا ہے۔

سخت افسوس ہے کہ علم حدیث میں وہ لوگ قدم رکھتے ہیں جو اصول حدیث و فن اسماء الرجال سے ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔ علم حدیث ایک دریا ہے ناپیدا کنار ہے۔ ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ اسمیں قدم رکھ سکے۔ جبتک کہ اصول حدیث و اسماء رجال و قواعد جرح و تعدیل وغیرہ سے کافی واقفیت نہ ہو۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے لائق معترض نے مقدمہ ابن صلاح و الفیہ عراقی و شرح نخبۃ الفکر و فتح المغیث و تدریب الراوی و ظفر الامانی وغیرہ کا مطالعہ نہیں فرمایا ہے۔ ورنہ میری پیش کردہ احادیث کی راویوں پر وہ ایسی بے تک جرحیں کبھی نہ کرتا۔ ہم انہی لائق معترض سے بعاجزی درخواست کرتے ہیں کہ وہ اصول حدیث وغیرہ کی کتابوں پر نظر کریں اور پھر علمائے محدثین و فن رجال نے جو جرح و تعدیل وغیرہ کو متعلق اصول و قواعد مقرر فرمائے ہیں۔ انپر غور کریں پہلے آپ جرح و تعدیل کو سمجھئے اور پھر یہ کہ جمہور محققین کے نزدیک کسی راوی کے متعلق جرح مبہم غیر مفسر معتبر نہیں ہے۔ اور یہ بھی خوب واضح ہے کہ "فلان ضعیف" "فلان منکر الحدیث" "فلان کثیر الاوہام" "فلان تشیع" "فیہ تشیع" "او مائل الی الخروج" وغیرہ لکھدینے سے راوی مجروح غیر ثقہ نہیں ہو سکتا اور جبتک

کہ جرح محقق مفسر نہو۔ وہ راوی اور اسکی روایت غیر معتبر یا عدم حجیت کے قابل نہیں ہو سکتی۔ اور تعدیل میں ذکر سبب ضروری نہیں۔ لیکن جرح میں بہ اتفاق ضروری ورنہ اگر یوں جرح کا باب مفتوح رہا۔ تو مشکل ہے۔ پھر بخاری و مسلم (صحیحین) کی بھی کوئی حدیث قابل سند نہ رہیگی۔ اس کے رجال کو آپ "میزان الاعتدال" "و لسان المیزان" نکال کر دیکھ لیں۔ کہ کسقدر مجروح ہیں اور اُن کی نسبت ثقات سے مختلف اقوال منقول ہیں۔ تو کیا مجروح ہونے سے وہ راوی غیر معتبر قرار دیا جائیگا ؟ حاشا و کلا۔

دیکھو مقدمہ فتح الباری حافظ ابن حجرؒ اور دیکھو تدریب الراوی شرح تقریب النواوی ص۲۰۲ چاپہ مصر۔ "الرابعۃ یقبل التعدیل من غیر ذکر سببہ علی الصحیح المشہور ولا یقبل الجرح الا مبین السبب لانہ یحصل بامر واحد ولا یشق ذکرہ ولان الناس یختلفون فی اسباب الجرح فیطلق احدھم الجرح بناء علی ما اعتقدہ جرحا ولیس بجرح فی نفس الامر فلا بد من بیان سببہ لینظر ھل ھو قادح اولا قال ابن الصلاح وھذا ظاھر مقرر فی الفقہ واصولہ وذکر الخطیب انہ مذھب الائمۃ من حفاظ الحدیث کالشیخین وغیرھما ولذلک احتج البخاری بجماعۃ سبق من غیرہ الجرح لھم کعکرمۃ وعمرو بن مرزوق واحتج مسلم لسوید بن سعید وجماعۃ اشتھر الطعن فیھم وھکذا فعل ابو داؤد وذلک دال علی انھم ذھبوا الی ان الجرح لا یثبت الا اذا فسر سببہ"

اور اسی صفحہ میں یہ بھی ہے۔ کہ "قال الصیرفی اذا قالوا فلان کذاب لا بد من بیانہ لان الکذب یحتمل الغلط کقولہ کذب ابو محمد"

اور یہ بھی خوب یاد رکھنا چاہئے کہ کتب جرح و تعدیل میں اکثر سبب جرح ذکر نہیں ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے کسی راوی کے مجروح ہونے پر اسپر اعتماد نہیں ہو سکتا ہے۔ کما ذکرہ اصحاب الاصول فانظر الی کتبھم کتدریب الراوی و فتح المغیث و مقدمہ ابن الصلاح و ظفر الامانی وغیرہا۔

اور امام عبدالوہاب شعرانیؒ میزان کبریٰ میں لکھتے ہیں۔ "ولو اننا فتحنا باب الترک لحدیث کل راو تکلم بعض الناس فیہ بجرح الکلام لذھب معظم احکام الشریعۃ"

اب میں اس اجمالی تمہید کے بعد اصل مطلب پر آتا ہوں اور یہ بتایا چاہتا ہوں۔ کہ آپ نے ہماری پہلی حدیث میں مؤمل ابن اسمٰعیل بصری اور

عمارۃ بن زاذان پر جو جرح کی ہے۔ وہ جرح قابل اعتبار و وثوق نہیں ہے قاعدہ "مسئلہ جرح مبہم" کو دیکھیے اور تدریب الراوی صفحہ ۱۳۲ ملاحظہ کیجیے! "فان کان من جرح مجملا وقد وثقہ احد من آئمۃ ھذا الشان لم یقبل الجرح فیہ من احد کائنا ما کان الا مفسرا" اس سے معلوم ہو گیا کہ اگر کسی پر جرح مجمل ہو اور اس کے مقابل میں ائمہ کی توثیق بھی موجود ہو۔ تو وہ جرح ہرگز معتبر نہ ہوگی۔ پس اس قاعدہ سے ابوزرعہ، بخاری اور ابوحاتم کی جرحیں ہرگز تسلیم نہ کی جائینگی اور صحت حدیث میں اس سے کوئی نقصان نہ پہنچیگا۔ اور امام نسائی کے مذہب پر تو اور بھی گنجائش ہے دیکھو تدریب الراوی صفحہ ۱۳۳ "وقال الذھبی وھو من اھل الاستقراء التام فی نقد الرجال لم یجتمع اثنان من علماء ھذا الشان قط علی توثیق ضعیف ولا علی تضعیف ثقۃ۔ ولھذا کان مذھب النسائی ان لا یترک حدیث الرجل حتی یجتمعوا علی ترکہ" اور اسکی مطولاً بحث فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں سخاوی نے کی ہے۔ اسکو بھی آپ ملاحظہ فرمائیو۔ اور پھر کبھی ایسی غلط جرح کا نام نہ لیجئے!

اب دوسری حدیث کے رواۃ کو دیکھو۔ آپ نے حضرت وکیع علیہ الرحمۃ پر جرح نقل کی ہے کاش! آپ فن حدیث و رجال سے واقف ہوتے تو ایسی گستاخی کبھی نہ کرتے۔ وکیع ان لوگوں میں ہیں۔ جنکا مجروح ہونا محال ہے۔ اگر وکیع وغیرہ آئمہ مجروح ہوں۔ تو تمام صحاح ستہ کی روائتیں درہم برہم ہو جائیں آپ کو یہ بھی نہیں معلوم کہ ائمہ الحدیث کے مسلم الثبوت ہوتے ہیں۔ تو رجال میں ان پر جرح نہیں کیجاتی۔ اور ان کی تفتیش حال کی جاتی ہے دیکھو! ابن صلاح نووی اور سیوطی کیا کہتے ہیں۔ تدریب الراوی صفحہ ۱۰۹۔ "فمن اشتھرت عدالتہ بین اھل العلم من اھل الحدیث او غیرھم وشاع الثناء علیہ بھا کفی فیھا ای فی عدالتہ ولا یحتاج مع ذلک الی معدل ینص علیھا کمالک والسفیانین والاوزاعی والشافعی واحمد بن حنبل واشباھھم قال ابن الصلاح ھذا ھو الصحیح فی المذھب الشافعی وعلیہ الاعتماد فی اصول الفقہ وممن ذکرہ من اھل الحدیث الخطیب ومثلہ بمن ذکر وضم الیھم اللیث وشعبۃ وابن المبارک ووکیعا وابن معین وابن المدینی ومن جری مجراھم فی نباھۃ الذکر واستقامۃ الامر فلا یسأل عن عدالۃ ھؤلاء"

اب وکیع کا نام پڑھ کر آپ شرمندہ ہونا چاہیئے اور میری لائق معترض! اب آپکو اپنی گستاخی و بے ادبی پر معافی مانگنا چاہیئے ورنہ اندیشہ ہے کہ آئندہ آپ امام مالک و امام بخاری اور امام مسلم رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی مجروح ٹھیرائینگے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ آپ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ کی میزان الاعتدال سے آپنے وکیع پر جرح نقل کیا ہے انہی کے تذکرۃ الحفاظ مطبوعہ حیدرآباد جلد اول صفحہ ۲۸۲ ملاحظہ کیجئیے "وکیع بن الجراح بن ملیح الامام الحافظ الثبت محدث العراق"۔ کیسے معزز اور مقدس القاب سے ان کو یاد کیا ہے افسوس جس پر آپ جرح کرنے بیٹھے ہیں۔ اسکو خود ذہبی جیسا نقاد امام اور اعلیٰ درجہ کے حفاظ میں لکھتا ہے۔ اور ان کے حفظ صداقت و ثقاہت و ورع و تقویٰ و جلالت شان کا گواہ ہے۔

ملاحظہ ہو۔ اسی صفحہ میں امام احمد کا قول منقول ہے کہ "قال احمد ما رأیت اوعی للعلم ولا احفظ من وکیع" ایسے عظیم الشان جلیل القدر امام پر جرح نقل کرنا کسقدر بیباکی اور کیسی گستاخی ہے!

اور مجھے اس مقام پر ہنسی آتی ہے کہ آپ نے جرح بھی نقل کی "ازدی فیہ تشیع قلیل" اور یہ خبر نہیں کہ تشیع قلیل وہ جرح نہیں ہے کہ جس سے حدیث میں کسی قسم کا نقصان پہنچ سکے۔ اسکی بحث بھی ذرا اصول حدیث میں دیکھ لیجئیگا۔

اب تیسری حدیث کو لیجئے جسمیں عبدالحمید بن بہرام اور شہر بن حوشب ہیں۔ اول کے متعلق تو مجھے وہی کہنا ہے۔ جو میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ کہ توثیق اسکی جرح سے اعلیٰ و مقدم ہے اور حدیث میں اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ آپ نے میزان سے ابوحاتم کا قول ان کی نسبت یہ "لا یحتج به" نقل کیا ہے مگر یہ خبر ہی نہیں۔ کہ یہی حضرت یہ بھی کہتے ہیں کہ "احادیثہ عن شھر صحاح" دیکھو الترغیب والترہیب حافظ عبدالعظیم منذری کی صفحہ ۴ (چھاپہ دہلی) فرمائیے اب آپکی جرح کدھر گئی! اس کے علاوہ میں یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر کسی ایک متشدد نے جرح کی ہے (اور وہ بھی مجمل) تو وہ مردود ہے۔ کیونکہ ائمہ محدثین اور جماعت عظیمہ نے ان کی توثیق کی اور ان کی صداقت و ثقاہت کو بیان کیا ہے۔

حافظ عبدالعظیم منذری نے کتاب "الترغیب والترہیب" میں فرماتے ہیں "عبدالحمید بن بہرام صاحب شہر بن حوشب قال ابوحاتم لا یحتج به وقال ثقۃ احادیثہ عن شھر صحاح وقال احمد احادیثہ عن شھر

سه اہل علم کے الفاظ طعن آمیز لکھنے صوفیا کا کام نہیں۔ صرف تحریر مسئلہ کافی ہے۔ (مرنج و مرنجاں) اڈیٹر

ahmadimuslim.de

مقاربة وثقه ابن معين وابو داؤد وغيرهما"

جب یہ ہماری حضرت شہر بن حوشب۔ اثر یہی آپکا جرح کرنا آپ کی وسعت علم و معلومات پر دلالت کرتا ہے۔ آپکو یہ بھی خبر نہیں کہ حافظ عبد العظیم منذری حافظ ابن حجر عسقلانی۔ ابن حجر مکی۔ علامہ زیلعی۔ شہاب الدین بن سالم البصری تقی الدین بن دقیق العید۔ علامہ ابن ہمام اور بدر الدین عینی وغیرہم شہر کی حدیث کو صحیح و حسن تسلیم کرتے ہیں اور جرح جو جو ہوئی ہے۔ اسکو غیر مسلم اور لا یعبا بہ قرار دیتے ہیں۔ اور علامہ ذہبی جن کی میزان سے آپ جرح نقل کرتے ہیں۔ وہ کاشف میں تحریر کرتے ہیں کہ "وثقه ابن معين واحمد" اب غور کرو۔ یحییٰ بن معین اور امام احمد کی توثیق کے بعد پھر کیا جرح ہو سکتی ہے اور علامہ زیلعی نصب الرایہ تخریج احادیث ہدایہ میں ابن دقیق العید سے نقل کرتے ہیں "وقد وثقه احمد ويحيى والعجلي ويعقوب بن شيبة" (نصب الرایہ)

اور ضیاء الساری شرح صحیح بخاری میں ہے "وشهر حسن الحديث وان كان فيه بعض الضعف"

اور علامہ ابن الہمام نے فتح القدیر میں ایک حدیث "الاذنان من الراس" لکھا ہے۔ "والصحيح في شهر التوثيق وثقه ابو زرعة واحمد ويحيى والعجلي ويعقوب بن شيبة وسنان بن ربيعة"

اور علامہ عینی شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں "قلت شهر وثقه احمد ويحيى والعجلي ويعقوب بن شيبة وسنان بن ربيعة وصحح حديث شهر الترمذي"

اور حافظ منذری کتاب الترغیب والترہیب مطبوعہ دہلی میں شہر کی نسبت فرماتے ہیں "وثقه ابن معين واحمد بن حنبل والعجلي والفسوي وروى له مسلم مقرونا واحتج به غير واحد"

اور جناب مولانا عبد الحی صاحب بھی شہر کو ثقہ فرماتے ہیں اور ان کی روایات کو حسن لکھتے ہیں (دیکھو عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ)۔

غالباً ان کتب کو آپ نے مطالعہ نہ کیا ہے یہ سب کتابیں (سوائے عبد اللہ بن سالم البصری کی کتاب کے) چھپ کر شائع و ذائع ہیں آپ ان کتابوں کو ملاحظہ کیجیو اور آئندہ سے توبہ کیجیو اور پھر کبھی کسی پر ایسی بیجا جرح نہ کیجیگا۔

اب آپکو انصاف سے اس جملہ پر غور کرنا چاہئے جو آپ نے میرے لکھا ہے۔ کہ "ہمکو تعجب ہے کہ باوجود اس قدر جرح کرنے کے کوئی راوی اس حدیث میں کاذب یا شیعی یا متہم یا مجہول نہیں ہے" کیونکر لکھا ہے۔ لائق معترض! انصاف شرط ہے میں نے کیا غلط لکھا ہے آپ نے تینوں حدیثوں کے کسی ایک راوی کی بابت میں کسی جرح کرنیوالے کا قول متعلق اس کے کاذب یا شیعی یا متہم یا مجہول ہونیکا ہرگز نہیں بیان کیا۔ ہاں صرف کیم پر تشیع قلیل کا الزام ہے جو ہرگز کچھ بھی معتبر نہیں کمامر لیس بالشیعہ اور بیشک میری تینوں حدیثوں میں کوئی راوی کاذب یا شیعی یا متہم (متہم سے مراد متہم بالکذب ہے) یا مجہول نہیں ہے اور میری پیش کردہ روایتیں بیشک صحیح و حسن ہیں!

واضح ہو کہ یہ لاجواب حتی الوسع بہت مختصر لکھا گیا ہے کیونکہ میری کتاب "تنقید امت حدیث" انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب شائع ہو جائیگی۔ اسوقت بیشک منکرین شہادت اسپر جرح و اعتراض کرینگے۔ ہم انشاء اللہ خوبی اور فیصل اور کافی و شافی جواب دینگے اور روایات کی تنقید کرکے اور رواۃ کو خوب جانچ کر کے ان حدیثوں کے صحیح و حسن ہونیکو اچھی طرح سے بتا دینگے۔ میں اس کیلئے بھی تیار ہوں بشرطیکہ تہذیب و متانت سے اور عالمانہ بحث و علمی گفتگو ہو۔ وما توفیقی الا باللہ و ھو حسبی و نعم الوکیل۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

(خاکسار حسن پہلواروی)

آمین بالجہر کا ثبوت

ناظرین! چونکہ مولوی حسن صاحب پہلواروی نے اپنی تقریر کو آمین بالجہر کے انکار تک پہنچایا ہے۔ یا ضعف تک اسوجہ سے میں ناظرین کو آمین بالجہر کا ثبوت دیتا ہوں۔ جس سے آپ خوب واقف ہو جائینگے۔ کہ آمین بالجہر کی تعلیم رسول اللہ نے عام اصحاب کو کی ہے۔ اور آپکی ہمیشہ تعلیم تھی۔ کہ آمین بالجہر کہا کریں۔ میں مولانا کے ثبوت آمین بالسر کو دیکھکر حیرت ہوا۔ اسوجہ سے کہ ثبوت ایسا ہونا چاہئے جسکو آدمی مان لے چون و چرا کا موقع نہ ہو۔ ثبوت کیا دیتے ہیں ہماری ہی آمین بالجہر کے احادیث کو پیش کرکے خفاء مراد لیتے ہیں۔ مولانا سے سوال کیا جاتا ہے۔ کہ کونسی قاموس اور کونسی صراح میں جہر سے خفا کے معنی میں ہونا لکھا ہے یا مولانا علمائے احناف سلف کی کتابوں سے ثابت کر دکھائیں کہ انہوں نے جہر سے خفاء مراد لیا ہو۔ ایسا تو ہرگز علماء نہیں لکھتے اور کیا لکھینگے۔ کیونکہ جہر سے خفا سمجھنا علمیت سے باہر ہے۔ جب جہر بمعنی خفی کسی لغت میں نہیں آیا۔ تو کیسے مولانا نے جہر کی احادیث لکھکر خفا مراد لیا اور

مولانا نے جو سائل سے دس روپیہ طلب کیا ہو ضرورت نہ تھی ہو اس وجہ سے کہ سائل کا سوال یہ تھا کہ میں بعد تحقیق مزید کہتا ہوں کہ آمین بالسر کا ثبوت کسی احادیث سے نہیں پایا جاتا۔ اگر کوئی شخص ثابت کرے تو دس روپیہ انعام میں دونگا۔ مگر مولانا نے تو احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں کیا بلکہ تو آمین بالجہر کے احادیث نقل کر کے خفا کر لیا۔ یا صحابہ کے اقوال پیش کیا ہو۔ اور بہت زور شور سے مولانا نے اقوال صحابہ لا کر آمین بالجہر کا ترک ثابت کیا۔ یہ ثبوت کالعدم ہو۔ اس وجہ سے کہ کسی صحابی کے کسی ترک فعل سے سنت ہو یہ کیسے متروک سمجھی جائیگی۔ اگر ایسا ہو تو مولانا ایک کام کریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ غسل کے تیمم کے قائل نہ تھے۔ چونکہ تیمم متروک حضرت عمر رضی ہو آپ تیمم سنت رسول اللہ کو ترک کریں۔ ایسا تو آپ نہیں کرینگے۔ معلوم ہوتا ہو کہ سوائی سنت رسول اللہ کی کسی صحابی کے ترک کر دینے سے متروک نہیں سمجھی جاتی بلکہ اس سنت کا انکار لازم ہے۔ معلوم نہیں مولانا نے آمین بالجہر کا ثبوت اقوال سے کیوں دیا۔ ایک بھی حدیث آمین بالسر کی نہیں پیش کی۔ جواب تو مولانا کا خلاف منشاء سائل کے رہا۔ اگر مولانا سائل کے منشاء کے موافق ثبوت احادیث ہی سے دیتے۔ تو ہم بھی سائل صاحب سے سفارش کرتا۔ کہ دس روپیہ انعام کو دیدیں انصاف سے دیکھو۔ تو سائل کا سوال اور ہو اور مولانا کا جواب اور۔ دوسری خود مولانا کی تقریر پرچہ اہل حدیث ۲۷ جون سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ آمین بالجہر رسول اللہ کی تعلیم تھی جب اس بات کے خود قائل تھے۔ تو پھر کیوں مولانا اتنی محنت اٹھائی اور دوسری (آمین بالجہر کا ثبوت کیوں لکھا) کیونکہ ۲۷ جون کے پرچہ اہل حدیث صفحہ ۹ کالم ۲ و ۱ سطر ۱ و ۲ میں مولانا کی تقریر میں لکھا گیا ہو۔ بلکہ رسول اللہ احیانا تعلیم وغیرہ کے خیال سے زور سے فرمادیا۔ مگر معلوم نہیں کہ مولانا احیانا تعلیم کس حدیث سے پائی جاتی ہے۔ ذرا بتلائیں۔ مولانا آپ ثبوت آمین بالجہر کا کیا دیتے ہیں عقلمند کے لئے آمین بالجہر کا ثبوت آپ ہی کی تقریر سے اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہو۔

حضرات! افسوس ہو کہ لوگ صرف اپنے مذہبی تائید میں کھلی احادیث سے انکار کرجاتے ہیں۔ سراج الاخبار میں بھی کسی نے لکھا تھا۔ کہ آمین بالجہر کی کوئی حدیث نہیں وہاں بھی ذیل کے احادیث بھیجدونگا۔ مگر ہم اپنے ناظرین کو بھی واقف کر دیتے ہیں (مگر یارو! انصاف سے دیکھو)

ابن ماجہ میں ہو۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ما حسدتکم الیہود علی شئ ما حسدتکم علی آمین فاکثروا من قول آمین (ترجمہ) رسول اللہ نے فرمایا ہے یہود کسی بات سے نہیں جلتے۔ مگر آمین کہنے پر تم لوگ اور زور سے آمین

کہو۔ یہ عام تعلیم تھی اب ہمکو اس حکم کا بجالانا ضروری ہو یا نہیں جب لازم ہو تو کیوں لوگ خلاف میں آمین بالسر کا ثبوت دیتے ہیں۔

بخاری شریف میں ہو۔ قال عطاء آمین ابن الزبیر ومن وراءہ حتی کان للمسجد للجۃ۔ عطاء نے کہا۔ ابن زبیر صحابی آمین کہی اور جتنے ایکے مقتدی تھے یہاں تک کہ مسجد گونج گئی۔

اب مولانا کیا کہتے ہیں یہ اصحاب نے تو آمین زور سے کہا تھا جو مسجد گونج گئی۔ یہ اصحاب کو قول و فعل کا مولانا نے کیوں خیال نہ کیا۔ چونکہ آمین بالجہر کے ثبوت کے احادیث بہت ہیں۔ تقریر کی طوالت کا خوف ہو اگر ناظرین اپنی خواہش بذریعہ اخبار ظاہر کریں تو انشاء اللہ ثبوت اور احادیث کثیر صحیحہ سے دیا جائیگا۔ دوسری ہماری تقریر کے ساتھ جو آمین بالجہر کے احادیث مولانا نے اپنی تقریر میں نقل کیا ہو ملاحظہ کریں اور غور کریں۔ تو آمین بالجہر کا ثبوت معلوم ہو جائیگا۔

اور اگر ہمارے ناظرین میں سے کوئی حنفی ہو تو فتح القدیر جلد ۱ میں علامہ ابن الہمام حنفی کے دلائل ثبوت آمین بالجہر کو دیکھ لیں یا شرح وقایہ کے حاشیہ پر جو مولانا عبد الحی صاحب حنفی لکھنوی نے آمین بالجہر کا ثبوت اچھی طرح دیا ہو ملاحظہ کر لیں۔ تو صاف ظاہر و روشن ہو جائیگا کہ واقعی آمین بالجہر آنحضرت کا مستمرہ فعل تھا۔ لیکن اپنے مذہب کی پابندی میں رسول اللہ کی سنت کی مخالفت کر لینا ہو۔ تو کوئی ہم کیا کر سکتے ہیں۔

(اللہم افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین)

راقم الراثیم محمد عبد النعیم مہدی الحسنی غفر اللہ ذنوبہ سہسرام آباد

آریوں کی کرتوت

میں سہارنپور کے مناظرہ سے فارغ ہو کر رڑکی کو گیا تھا وہاں آریہ سماج کی تعلیم کی حقیقت عوام پر روشن کرنے کے لئے دو تین لیکچر دئے گئے ایک نوجوان آریہ سماجی بڑے جوش میں آکر تعصب ظاہر کرنے لگے کہ ہم مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ پس جواب دیا گیا کہ آریہ سماج کیطرف سے باقاعدہ شرائط طے کر کے ٹھیک مناظرہ کیجئے۔ مگر وہ کسی ترتیب پر نہ آئے تو انہوں نے تین چار خطوط مجھے روانہ کئے جن میں بالکل بیہودہ باتیں اور سخت کلامی کی بھرمار تھی۔ خوشیکہ میں نے ان سب کے جواب دئے۔ تو انہوں نے

ahmadimuslim.de

ایک خط سکرٹری آریہ سماج رڑکی کی خدمت میں ۱۱۔ جولائی ۱۹۰۶ء کو روانہ کردیا۔ اور میں وہاں پر ۲۵۔ جولائی تک مقیم رہا۔ مگر اسکا کوئی جواب نہ آیا۔ اُس خط کی نقل حسب ذیل ہے۔ جسکا عوام کی واقفیت کیلئے اخبار میں شائع کیا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وہو ہذا۔

میرا خط

شریمان جی نمستے! گذارش یہ ہے کہ آپ کے یہاں کے کوئی مہاشہ تارا چند ساکن موضع جبراسی مجھے بار بار خطوط بھیجکر بیجا شرط باتیں لکھ رہے ہیں اسلئے آپ سے نوید ن ہے کہ اگر وہ آپکی مرضی سے ایسا کر رہے ہوں (کیونکہ سماج کا بھی اسی خطوط بھیجا گیا ہے) تو آپ خود باقاعدہ انتظام مناظرہ کا کرلیجئے۔ اور کسی وقت کسی مقام پر آپ خود یا آپ کی جانب سے چند اصحاب مجھسے یا میرے دوستوں سے باہم ملکر شرائط وغیرہ طے کرکے عام اعلان جلسہ مناظرہ کرکے یہ کام کرڈالیں۔ اگر وہ آپ کی صلاح سے ایسا نہ کرتے ہوں تو آپ کو لازم ہے۔ کہ اون کو ایسے کاموں سے روک دیویں کیونکہ مجھے یاد ہے۔ کہ آریہ سماج کے جملہ کام باقاعدہ طور پر ہوا کرتے ہیں۔ یعنی ہر جگہ سماج کی جانب سے ایسے کام ہوا کرتے ہیں۔ فرداً فرداً سماج کے ممبروں کی جانب سے ایسے کوئی کام نہیں ہوا کرتے۔ اور یہ خواہ یہ قاعدہ یہاں رڑکی میں ہو یا نہ ہو۔ مگر جب اخبارات میں لکھا جاویگا۔ تو یہی شائع ہوگا کہ رڑکی کے آریوں کی شائستگی اور تہذیب کا نمونہ یہ ہے۔ جو مہاشہ تارا چند جی کے خطوط سے روشن ہے یا بو تارا چند جی اپنی آخری خط میں مجھسے دریافت کرتے ہیں۔ کہ تمہاری علمی لیاقت کسقدر ہے اور تم اسلام کے کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہو اور تم نے پنڈت لیکھرام جی وغیرہ کے کتب کی تردید میں بھی کوئی کتاب لکھی ہے یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ پس آپ اونکو مطلع کردیں کہ ان باتوں کی اون کو کیوں فکر پڑی ہے آم کھانے سے کام یا درخت گننے سے۔ میں نے جو کہ ایک کتاب تحفہ آریہ سماج شائع کرائی ہے صرف اسپر گفتگو کرنا لازم ہے۔ پس آپکو معلوم ہو۔ کہ میرا یہ دعوی ہے۔ کہ آریہ سماج کی تعلیم کا بہت سا حصہ خود اوسکی مسلمہ کتب سے خلاف ہے۔ اس دعوی کے دلائل میری کتاب میں درج ہیں آپ کی سماج مجموعی طور پر (یعنی شخصی طور پر نہیں) اگر یہ انتظام کرسکتی ہے کہ اس کو رد کرے۔ تو آپ خوشی سے انتظام کیجئے اور جو تاریخ مناظرہ کی باہم مشورہ سے طے ہو جاویگی۔ اُس موقعہ پر مقام مقررہ پر حاضر ہو جاؤنگا انشاء اللہ تعالی۔ اور نوٹ کرلیجئے۔ کہ میری کتاب کے جن مضامین پر جس جس قدر انعامات مقرر ہیں وہ بموجب شرائط مندرجہ کتاب ادا کردیے جاوینگے۔ اور ایسی ادائیگی کا اطمینان بھی کرایا جاویگا۔ پس جو کچھ بار بار بابو تارا چند لکھ رہے ہیں کہ ہمیں اطمینان کرادو۔ اطمینان کرادو۔ لہذا آپ اونکو بھی بتلادیں۔ کہ شرائط طے کرنیکا ایک جلسہ عام کسی مقام پر کیجئے تب آپ اپنی سماج کی جانب سے کیجئے اور اُس میں باقاعدہ گفتگو ہو کر ایسے اطمینان بھی کرائے جائینگے۔ اونکو یاد رہے کہ نو ہزار نو سو روپیہ (۹۹۰۰) کا ایک انعام نہیں ہے۔ بلکہ ہر مضمون پر کچھ نہ کچھ انعام مقرر ہے۔ پس اول آپ ایک مضمون کا رد کریں اور بموجب شرائط مندرجہ ایک انعام حاصل کرلیں۔ پھر دوسرے انعامات کا پتہ مانگیں۔ چنانچہ جس مضمون کا رد سب سے اول کرنا مقصود ہے۔ اسکا مقررہ انعام اسی مقام پر نقد حاضر کردیا جاویگا۔

عبدالعزیز (جگہ مبارک شاہ) از لودیانہ قاسمی پریس

قادیانی کا ثانی

آج دعوی ان کی یکتائی کا باطل ہوگیا
بحث کرنے کو جو آئینہ مقابل ہوگیا

قادیانی تو ہمیشہ دعوی کیا کرتے ہیں۔ کہ مجھے اظہار غیب ہوتا ہے اسلئے میں یہ ہوں۔ وہ ہوں۔ آج ہم ایک امرتسری شخص کے دو خواب لکھتے ہیں۔ جو بغرض اندراج ہمارے پاس آئے ہیں۔ سر دست ہم ان خوابوں کی تصدیق نہیں کرسکتے۔ ہاں جب انکا وقوعہ موافق تحریر ہو جائیگا تو وہی کہا جاویگا جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن کا خواب نبوت کا حصہ ہے بہرحال وہ خواب یہ ہیں

یکم اگست ۱۹۰۶ء۔ کو خدا تعالی نے مجھ خاکسار کو خبر دی۔ اے میرے بندے تو خبردار رہنا بعد اسکے معلوم ہوا کہ کہنے والا کہتا ہے کہ یورپ کے علاقہ میں بارش بڑے زور شور سے ہونی ہے۔ دریا سمندر اور جھیلیں کو تیار ہیں۔ قریب ہے کہ یورپ کے کسی حصہ میں پانی آپڑے۔ تو ان کیلئے وبال کا باعث ہو جاوے۔ لا انتہا آدمی و چارپائے اس طوفان سے مارے جائینگے زور شور اس سیلاب کا جبکہ دریا چڑھنا تک رہیگا۔ سیاہ اس وبال کی ۱۰۔ اگست ۱۹۰۶ء تک ہے۔

۵۔ اگست کی رات کو خدا تعالی کیطرف سے ایک اور خبر ہوئی آج سے تم ۳ ماہ کے اندر ایک آواز آسمانی ہوگا جس آواز سے ساری دنیا کو قیامت کا حادثہ آجائیگا لیجئے .... (آسمان کیطرف سے ایک نار گرتا ہوا معلوم ہوگا۔ جسکے گرنے سے عمارات کو سخت صدمہ پہنچیگا خصوصیت دکن کی طرف ہو اسکا نزول ہوگا۔ جس شہر میں یا گاؤں میں گریگا۔ وہ شہر یا گاؤں غرق ہو جائیگا۔ اب میں مسلمانان پنجاب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ برائے خدا پورے مسلمان بنیں۔ اور اپنے گناہوں سے توبہ کرلیں۔ تاکہ خداوند کریم جو غفور الرحیم ہے۔ ہمارے گناہ بخشدے۔

راقم نیاز غلام قادر امرتسری نمک منڈی چوک جینوالی

فتاوی

سوال نمبر ۲۷۰

بخدمت شریف علماء اہلحدیث زاد مجدکم

السلام علیکم - نہایت ادب کے ساتھ التماس ہے کہ مسئلہ ذیل کا جواب بہت جلد عنایت فرماویں۔

ایک مولوی صاحب نے بیان کیا کہ "خداوند تعالیٰ مجرموں کو سزا دیدے اور نیکوں کو جنت نہ دے تو ظالم ہے"۔

کیا یہ عقیدہ از روئے قرآن شریف و حدیث صحیح ہے یا غلط؟ کیا مولوی صاحب مذکور کو اس عقیدہ سے رجوع کرنا چاہئے یا نہیں؟ اس سوال کے مخاطب تمام علماء اہلحدیث عموماً اور جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی و جناب حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی - جناب مولوی سلطان محمود صاحب علاقائی و مولوی غلام حسن صاحب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی و مولوی محمد حسن صاحب لدہانوی و جناب مولوی محمد بشیر صاحب و مولوی سید عبد السلام صاحب دہلوی و جناب مولوی شمس الحق صاحب و مولوی عبد الحکیم صاحب عظیم آبادی - مولوی حافظ عبد اللہ صاحب غازیپوری و مولوی حافظ عبد العزیز صاحب رحیم آبادی - و جناب شیخ حسین صاحب عربی بھوپالی - مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری و مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی امرتسری - و مولوی عبد الجبار صاحب عمرپوری کلکتوی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری وغیرہ ارکان اہلحدیث خصوصاً توجہ فرما کر جواب بہت جلد بذریعہ اخبار اہلحدیث عنایت فرماویں - بیّنوا توجروا

السائل حافظ محمد یوسف پشمینہ از امرتسر

جواب نمبر ۲۷۰ - مشکوٰۃ کے باب القدر فصل سوئم میں ابی بن کعب - ابن مسعود - حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم کے الفاظ میں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں اور زمین والوں کو عذاب کرے تو بھی وہ ظالم نہیں۔ کیونکہ ظالم وہ ہوتا ہے جو غیر کے ملک میں تصرف کرے اور مخلوق تو تمام خدا کی خلق اور ملک ہے اسی لئے ارشاد ہے اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡہِبۡکُمۡ وَ یَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِیۡدٍ وَّ مَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیۡزٍ یعنی خدا اگر چاہے تو سب مخلوق کو تباہ کر کے ایک نئی مخلوق پیدا کر دے - یہ کام کچھ اللہ پر مشکل نہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

اوست سلطان ہر چہ خواہد آں کند ✦ عالمے را در دمے ویراں کند

لَا یُسۡـَٔلُ عَمَّا یَفۡعَلُ وَ ہُمۡ یُسۡـَٔلُوۡنَ اس کی شان ہے۔

ان وجوہ سے مولوی صاحب مذکور کا قول غلط ہے انکو اس سے رجوع کرنا چاہئے - امید ہے حسب منشاء سائل علماء کرام عموماً اور موصوفین خصوصاً بہت جلد توجہ کر کے جواب مرحمت فرماویں گے جو وصول ہونے پر درج کر دئیے جائیں گے۔

(ابو الوفاء)

سوال نمبر ۲۷۱ - ایک شخص پنجگانہ نمازی اوّل درجہ کا اہلحدیث ہو وہ شخص ایک اور شخص کی پہلی بیوی کو بلا خطا چھڑا کر جو کہ اوّل درجہ کی بھلی مانس تھی اس کی جگہ اپنی دختر کا اس کے ساتھ نکاح کر دیوے اسکی بابت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ اور اس لڑکے کا باپ اپنے بچے چھوڑنے میں ناراض ہوا اور سکا باپ جسکو کہ اہلحدیث نے اپنی دختر کا نکاح کیا ہے اوّل درجہ کا رنڈی باز اور شراب خور ہو اور اہلحدیث کو اسکی بدچلنی کی خبر ہو تو اس کے گھر کا کھانا کیسا ہے؟ اور اس اہلحدیث کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(عبد الکریم از کسولی ضلع انبالہ)

جواب نمبر ۲۷۱ - حدیث شریف میں ایسے اعمال سے منع آیا ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی عورت کو حلال نہیں کہ اپنی سوکن کی طلاق چاہے - بے خطا چھوڑنے اور چھڑانے والے دونوں گنہگار ہیں - کسی بدمعاش رنڈی باز کے گھر سے جائز عورت کا کھانا جو حلال کمائی سے ہو حرام نہیں - ہاں اگر چھوڑنے میں یہ قصد و منشا اور ممکن ہو کہ وہ بدمعاشی سے باز آ جائیگا تو زجر کے لئے چھوڑ دینا چاہئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک زمانہ میں لوگ تقدیر سے منکر ہونگے تم نے انکے ساتھ نہ بیٹھنا نہ کھانا - اسکو شریعت میں تعزیر کہتے ہیں اسکا موقع وہی ہوتا ہے جہاں اسکا اثر ہونے کا یقین نہیں تو گمان غالب تو ہو - ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی ناجائز نہیں۔

سوال نمبر ۲۷۲ - ایک شخص نے بدرگاہ باری تعالیٰ یہ منت مانی تھی کہ اگر میری مرادیں بر آئینگی تو کسی سلطان کے مطبخ سے مالیدہ و گوشت وغیرہ طیار کرا کر مسجد میں دونگا - مرادیں اسکی بر آئیں - اب وہ منت مذکورہ کو خانہ خدا میں دے سکتا ہے یا نہیں - اگر دے سکتا ہے تو مصلیان کو کھانا اسکا جائز ہے یا نہیں۔

سوال نمبر ۲۷۳ - جو شخص سامان زاد راہ حج بیت اللہ نقد نہیں رکھتا ہے لیکن املاک مزاید از زاد راہ رکھتا ہے آیا اس شخص پر حج فرض ہے یا نہیں - اور اس املاک سے بقدر زاد راہ فروخت کر کے حج کر سکتا ہے یا نہیں؟ (امداد الدین احمد از چیریا ضلع دربھنگہ)

جواب نمبر ۲۷۲ - چونکہ نذر لغیر اللہ نہیں ہے اسلئے حلال ہے۔

جواب ۲۷۳ - املاک فروخت کر کے جاوے - اگر وہ اس کی سکونت سے زائد ہیں۔

سوال نمبر ۲۷۴ - ایک شخص جاہل نے کہا کہ ایک بکری لیکر اس کے اعضاء میں سے

ahmadimuslim.de

مجھکو دکھلا کر ایک جنگل میں یا کسی ویرانہ جگہ میں پھینک دیجیے۔ اسپر ایک عالم فاضل محدث فقیہ نے اس عقیدہ باطلہ سے اسکو توبہ کرایا۔ اور وہ اپنے صدق قلبی سے اس اعتقاد سے باز آگیا۔ اور کہا کہ جیسا شرع شریف میں ذبح کرنا جائز ہے اسی طرح ذبح کر دیا جاوے۔ بعض جہلا کہتے ہیں کہ ذبح کرنا مریض کیلئے کسی جانور کو ہرگز جائز نہیں۔ اب امر دریافت طلب یہ ہے کہ مریض کا ذبح کرنا بکری کو بطریق شرع شریف جائز ہے یا نہ اور دیگر یہ کہ ذبیحہ ہذا کا کھانا جائز ہے یا نہ۔ اور اسکا توبہ قابل اعتبار ہوگی یا نہ۔ اب اس بیمار کو بفضلہ تعالیٰ عافیت ہو گئی ہے۔ (سید عبد القیوم از موضع سائندی والہ ڈاکخانہ لودہراں)

جواب نمبر ۲۷۴ - دونوں رائیں بجائے خود صحیح ہیں۔ مریض کی اگر یہ نیت ہو کہ میں اپنی جان کے عوض بکرے کی جان دوں تو یہ جائز نہیں۔ فدائی منع کرنیوالوں کی یہی وجہ ہے اور اگر بطور خیرات اور صدقہ فی سبیل اللہ دیوے اور بحکم الصدقۃ تطفی غضب الرب صدقہ سے غضب الٰہی دور ہو جاتا ہے امید رکھے کہ میری یہ تکلیف دور ہو جائیگی۔ تو اس صورت میں ذبح مذکور جائز ہے اور اسکا کھانا بھی حلال۔

سوال نمبر ۲۷۵ - نماز جماعت کے لئے صف بندی میں ہر ایک شخص کا اپنے پاؤں دائیں کے تیر ہے پیر ملانا اس طور پر کہ کعب کعب میں بخوبی منضم ہو جاویں کیسا ہے آیا یہ فعل سنت ہے یا نہیں اور جو لوگ اسکو سنت ہونے کے قائل ہیں وہ دلیل میں حدیث نعمان بن بشیر کی جسکو بخاری نے تعلیقاً بیان کیا ہے اور ابو داؤد میں بھی ہے (فرایت الرجل یلزق منکبہ بمنکب صاحبہ وکعبہ بکعبہ) پیش کرتے ہیں اور جو لوگ اسکے سنت ہونے کے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہاں پر حقیقۃ الزاق مقصود نہیں بلکہ مقصود مقابلہ ومحاذاۃ ہے اور دلیل میں حدیث مرفوع کو عبد اللہ بن عمر سے و حضرت انس سے مروی ہے جسکا جزو یہ ہے وحاذوا بالمناکب (وحاذوا بینھا) پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا ان دونوں میں کس کا قول حق اور واجب العمل ہے؟ بینوا توجروا

مرسلہ محمد شیر خاں عفی عنہ از راے بریلی۔

جواب نمبر ۲۷۵ - ٹخنوں سے ٹخنہ ملانا بیشک مسنون ہے کسی کو معلوم ہو کہ حدیث حاذوا والی اس کے برخلاف پیش کرتے ہیں انکی رائے غلط ہے دونوں حدیثوں میں الگ الگ دو حکم ہیں حدیث اول میں الزاق الکعبین کا حکم ہے دوسری میں کندھوں کے ملانے کا۔ اس میں کونسا تعارض ہے۔ کہ ہر ایک کو حقیقی معنے سے پھیرا جائے۔ پس دونوں حدیثیں بجائے خود مامور بہ ہیں اور دونوں کا حکم الگ الگ ہے کندھے بھی ملائیں اور ٹخنے بھی لگائیں۔

سوال نمبر ۲۷۶ - جمع بین الاختین کرنے والے کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے آیا جمع بین الاختین کرنے والے کے یہاں کا کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے یا نہیں۔ اور واضح ہو کہ کھانے والا صرف وہی ایک شخص نہیں ہے بلکہ کھانے والے ایسے لوگ بھی اس کے یہاں ہیں جو شرع کے پابند ہیں اور خود وہ بھی حلال کمائی کرتا ہے مگر ایک بات قابل غور یہ ہے کہ ایک بزرگ نے گویا اس قوم کے سردار نے اس کے یہاں کا کھانا پینا بند کر دیا تھا۔ مگر اب نہ وہ سردار ہے نہ لوگ اس حکم کے پابند ہیں ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے (خریدار نمبر ۸۰۔ از سارن)

جواب نمبر ۲۷۶ - ایسی صورتوں میں تعزیری حکم ہوتا ہے بحکم حدیث لا تؤاکلوھم ولا تجالسوھم نہ ان سے ملکر کھاؤ نہ ان کے ساتھ بیٹھو۔ مگر ایسی تعزیرات سے مقصود عبرت ہوتی ہے نہ کہ زیادہ جرات۔ پس اگر شخص مذکور سے علیحدگی کرنے میں اسکی عبرت متصور ہے تو اسکا کھانا تعزیراً ترک کر دینا چاہئے اور اگر زیادہ جرات کا خطرہ ہے تو ساتھ رہکر نصیحت کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے ساتھ ملکر رہنا اور سمجھانا الگ رہنے سے اچھا ہے۔

سوال نمبر ۲۷۷ - اہلحدیث اپنے کو قرار دینا حدیث قولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہونا چاہئے۔ محمدی یا محمدی بننے کا ثبوت حدیث سے ہونا چاہئے۔

سوال نمبر ۲۷۸ - بعد کتاب اللہ کے کون کون سی کتاب کو ماننا فرض یا واجب ہے جواب بحوالہ حدیث صحیح۔

سوال نمبر ۲۷۹ - بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو لوگ کہ اپنے کو ولی یعنی اولیاء اللہ قرار پائے یا انکو لوگوں نے ولی کہا ہے۔ آیا فی الحقیقت وہ ولی ہیں یا کہ نہیں۔ اگر نہیں تو اہلحدیث کے نزدیک عقیدہ رکھنا کیسا ہے۔

جواب نمبر ۲۷۷ - اہلحدیث کوئی مذہبی نام نہیں۔ مذہبی نام صرف مسلمان ہے ھو سمّٰکم المسلمین من قبل وفی ھذا۔ اہلحدیث ایک صفتی نام ہے بمقابلہ اہل الرائے کے چونکہ دنیا میں ایسے فرقے بھی پیدا ہو گئے تھے جو کسی کسی امام کی طرف اپنی نسبت کرتے تھے بلکہ کرنا ضروری اور بہتا شعار جانتے تھے۔ اسلئے اس جماعت کو جو بغیر کسی کی مخصوص اتباع کے اصل تعلیم اسلام پر چلتے تھے اہلحدیث کہا گیا چنانچہ شاہ ولی اللہ قدس سرہ حجۃ اللہ میں تحریر فرماتے ہیں یہ اہلحدیث کا ملا چونکہ فرض سنت یا مستحب امر نہیں بلکہ ایک امتیازی لقب ہے اسلئے اسکا ثبوت حدیث قولی سے مانگنا بے سمجھی ہے علی ہذا القیاس محمدی یا موحد بھی وصفی نام ہیں کوئی مذہبی نام نہیں مذہبی نام سے ہماری مراد ہے جو بانی اسلام نے سکھلائے ہوں اور طبقہ اولیٰ کے لوگ ان ناموں سے مشہور ہوں۔

جواب نمبر ۲۷۸ - بعد کتاب اللہ علمائے اہل سنت کا اجماع ہے صحیح بخاری ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے انزلوا الناس منازلھم یعنی ہر ایک آدمی کو اس کی شان کے مرتبہ پر بٹھایا کرو۔ چونکہ بخاری کے راوی اعلیٰ درجہ کے متقی اور قوت حافظہ میں ممتاز ہیں۔ بحکم حدیث مرفوع صحیح بخاری کا رتبہ سب سے اعلیٰ ہے۔ **جواب نمبر ۲۷۹** - علمائے اہلحدیث کسی شخص کی ولایت

ahmadimuslim.de

انتخاب الاخبار

امرتسر - پٹھانکوٹ لائن کے سٹیشن ویرکہ پر جو امرتسر سے تین کوس ہے۔ اس ہفتہ ڈاکہ پڑا چار ڈاکو سٹیشن پر عورتوں کی گاڑی میں گھس گئے اور زیور اتارنے شروع کر دیئے سٹیشن پر پولیس کی امداد نہ تہی۔ صرف ایک شخص نے جرأت کی مگر ڈاکوؤں نے اوسکو خوب مارا اور چلتے بنے دیکہا رہیں وہ لوگ جو عرب میں لوٹ گہسوٹ کی خبر سنکر سلطانی انتظام پر حرف گیر ہوا کرتے ہیں۔ حالانکہ عرب ایک مسلح ملک ہے۔ اور پنجاب اوسکی نسبت بے ہتیار (مخنث) چند روز پیشتر بہی اسی لائن پر دو دفعہ ڈاکہ پڑ چکا ہے۔

امرتسر میں پچہلے ہفتہ ایک شخص بیگلوٹ پر سوار جا رہا تہا۔ راستہ میں گہوڑا اڑ گیا۔ سوار نے نیچے چہلانگ ماری جوں ہی گرا فوراً گہوڑا آگے بڑہا اور بیگلوٹ اوسکے اوپر چڑہ گیا سانپ برابر خدا کی شان گویا گہوڑے کا اڑ جانا اوسکی موت کیلئے تہا۔

لاہور - امرتسر میں الحمد للہ اس ہفتہ بارش کافی ہوئی۔

الحمد للہ کہ کشمیر جیسے مشرک ملک میں اب توحید و سنت کا چرچہ روز بروز ترقی پر ہے

امیر صاحب کابل کی تشریف آوری ہند کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ سرکاری اعلان بہی ہونیوالا ہے۔

علیگڈہ کالج میں عربی کا پروفیسر جرمن سے آنیوالا ہے۔

زار روس کی رعایا کی حالت زار ہو رہی ہے باغی چین نہیں لینے دیتے۔

کتنی جگہ روسی فوج کے باغی سپاہیوں نے اپنے افسروں کو قتل کر ڈالا اور جا بجا بغاوت جاری ہے۔ ومظلوموں کی آہ سے

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

ملتان جہاونی کے سٹیشن پر ایک شخص ریلوے لائن سے گذرتا ہوا ٹرین کے نیچے کچلا گیا۔ وہ بگڑ لیا اوسکے ساتھ تہیں ایک کو لائن سے نکالنے گیا تہا دوڑ گئی ایک گود میں تہی۔ اسکی ایک ٹانگ کٹ گئی مگر جیتی رہی۔ جو بچانے کیلئے گیا وہ کچلا گیا۔

عالمگیر شاہ ہند نے بعد تخت نشینی کے زمین وغیرہ کے متعلق جو تحقیقات کرائی تہی اسکا خلاصہ ذیل ہے۔ (۱) زمین مزروعہ ایک کہرب ۴۱ ارب ۱۶ لاکہ بیگہ تہی (۲) غیر مزروعہ ایک عرب ۳۳ کروڑ ۴۳ لاکہ بیگہ تہی (۳) تعداد قصبات و دیہات ۷ لاکہ ۹ ہزار (۴) حاصل زراعت ۸۸ کروڑ ۶۹ لاکہ (۵) حاصل دریاے گرد ۴۳ لاکہ (۶) آمدنی جاگیرات ۱۷ کروڑ ۸۸ لاکہ (۷) پیداوار رعایا بعد حاصل سرکاری ایک ارب ۸ کروڑ ۴۱ لاکہ (۸) فوج شاہی ۷ کروڑ (۹) جاگیرداران و درجگان ۱۲ لاکہ

قصبہ سیوان ضلع جالون میں تین شخص مسلمان ہو گئے۔ (نامہ نگار)

دہلی میں پہول والوں کی سیر اور جہڑیوں کا میلہ جو قطب صاحب میں ہوا کرتا تہا۔ وبائے ہیضہ پہیل جانے کے خوف سے حسب الحکم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بند کر دیا گیا۔

رنگون میں ایک دوکان چالیس ہزار پر بیمہ کر دی گئی۔ چار دن بعد اسمیں آگ لگ گئی اور سات ہزار کا نقصان ہو گیا۔ خیال ہے کہ مالکوں نے خود آگ لگائی۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

رنگون میں ایک جرمن نے جو چاول کے کارخانہ میں ملازم ہے۔ اپنی بندوق اپنے لڑکے کو دی اور اوس میں سے کارتوس نکالنا بہول گیا۔ بندوق چل گئی اور ایک دربان زخمی ہو گیا۔ جو شفا خانہ بہیجا گیا۔

بنارس میں ہیضہ پہیلا ہوا ہے۔ ہندو کالج بنارس میں دو طالبعلم اس مرض سے مر گئے۔

پیرس کے اخبار کا خیال ہے کہ طہران میں جو جہگڑا ہوا اوس میں انگلستان کی مداخلت لازمی ہے۔ طہران میں جو جہگڑا ہوا وہ وزیر اعظم کی بد انتظامی سے ہوا۔ جو حکومت خود اختیاری کے خلاف تہا۔ حالانکہ شاہ اسکے موافق تہا۔ وزیر اعظم برطرف کر دیا گیا۔

گجرات اور لالہ موسےٰ کیدرمیان چلتی گاڑی پر سے دو لڑکے گر پڑے جب گاڑی لالہ موسےٰ کے سٹیشن پر پہونچی تو لڑکوں کے رشتہ دار ان کی تلاش میں گئے۔

ہندوستان میں کیلے کے ریشے سے کپڑا بننے لگا ہے وہ روئی کے سوت یا سن کے مقابلے میں زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ ناگپور میں ایک دیسی کارخانے میں کیلے کے ریشوں سے کپڑا بنانے کا کام شروع کیا گیا چونکہ بنگال میں کیلہ بڑی کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ اسلئے امید کیجاتی ہے۔ کہ اسکے ریشوں سے کپڑا بنانے کا کام بہت ترقی کر جائیگا۔

سلطان المعظم نے حکم صادر کیا ہے کہ شہر دمشق میں ایک اعلیٰ درجہ کا کارخانہ اسلحہ سازی تیار کیا جائے جو نئی وضع کے آلات حرب و ضرب بنانے کے علاوہ حجاز ریلوے لین کیلئے پٹریاں اور گاڑیاں اور انجن وغیرہ بہی بنا سکے گورنمنٹ عثمانیہ نے جدید وضع کی ۱۲ عدد جنگی کشتیاں فرانس کے کارخانہ کروزین بنوانے کی فرمائش دی ہے۔

علیگڈہ میں جو انجمن اشاعت اسلام قائم ہوئی ہے اوسکے سیکرٹری مولوی سعید احمد صاحب [illegible]

ahmadimuslim.de

قابل قدر کتابیں

تفسیر ثنائی اردو

پوری کیفیت اس تفسیر کی تو دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے ہندوستان کے مختلف حصوں میں قبولیت کی نظر سے دیکھی

گئی ہے نہایت دلپذیر طرز سے لکھی گئی ہے تفسیر کیسی دو کالم ہیں ایک میں الفاظ قرآنی مع ترجمہ بامحاورہ کے درج ہیں دوسرے کالم میں ترجمہ کے لفظوں کو تفسیر میں لیکر تشریح کی گئی ہے نیچے حواشی میں مخالفین کے اعتراضات کے جواب عقلیہ و نقلیہ دیئے گئے ہیں۔ ایسا ہی با وجود شاید تفسیر کے پہلے ایک مقدمہ ہے جسمیں کئی ایک زبردست دلائل عقلی و نقلی سے آنحضرت کی نبوت کا ثبوت دیا ہے۔ ایسا کہ مخالف کو بھی بشرط انصاف بجز لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے چارہ نہ ہو جسمیں سے سردست چار جلدیں تیار ہیں۔

جلد اول۔ سورہ فاتحہ و بقر قیمت [illegible]

" دوم۔ " آل عمران و نساء قیمت [illegible]

" سوم۔ " مائدہ انعام اعراف قیمت [illegible]

" چہارم۔ " تا سورہ نحل چودہ پارہ قیمت [illegible]

چاروں جلدوں کے ایکساتھ خریدار سے معہ محصولڈاک [illegible] (روپے)

تقابل ثلاثہ

توریت انجیل اور قرآن مقابلہ صحیفہ کے تینوں کا ملہ میں تینوں کتابوں کی اصلی عبارتیں منقول ہیں نیچے حواشی میں [illegible] بتلا کر قرآن شریف کی فضیلت ثابت کیگئی ہے۔ جیسا عیسائیوں کی بحث [illegible] انتقالی فیصلہ ہے۔ قابل مطالعہ ہے۔ قیمت [illegible]

دلیل الفرقان

بجواب اہل القرآن مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی اہل قرآن کے مفصل رسالہ متعلقہ نماز کا کامل جواب قابل دید رسالہ ہے۔ قیمت [illegible]

شادی بیوگان اور نیوگ

آریوں کی تردید میں یہ مختصر سا رسالہ نہایت کارآمد ہے۔ قیمت [illegible]

آیات متشابہات۔ اصول تفسیر اور آیات متشابہات کی تحقیق قیمت [illegible]

تہذیب۔ مہذبوں کے خیالات واضح طور پر بتلائے گئے ہیں قیمت [illegible]

ملنے کا پتہ

مینیجر اخبار اہلحدیث امرتسر

مفصلہ ذیل مال

ہمارے کارخانہ سے ہر قسم کا عمدہ اور زنانہ مال تیار ہے اور فرمائش آتی ہی فوراً تعمیل کیجاتی ہے۔ اور مال بروقت پہنچایا جاتا ہے

مختصر فہرست مال

لنگی سادہ [illegible] سے [illegible] تک فی عدد	کلاہ سادہ [illegible] سے [illegible] تک فی عدد
" زرین [illegible] " [illegible] " "	" زرین [illegible] " [illegible] " "
" ادر[illegible] کی [illegible] " [illegible] " "	رومال ریشمی [illegible] " [illegible] " "
ازار بند سوتی [illegible] " [illegible] " "	کمبل ولیتی [illegible] " [illegible] " "
" ریشمی [illegible] " [illegible] " "	لوئی سفید [illegible] " [illegible] " "
تہمان گبرون باریک [illegible] " [illegible] "	پٹی دیسی اونی [illegible] " [illegible] " فی جوڑہ
جوتہ ساخت لود[illegible] [illegible] " "	" پشمینہ [illegible] " [illegible] " "
" زرین ہوشیارپوری [illegible] " [illegible] "	جراب دوستانہ اونی [illegible] " [illegible] "
جراب دستانہ [illegible] " [illegible] " فی جوڑہ	پٹی سرج [illegible] " [illegible] "
رومال سوتی [illegible] " [illegible] " "	" بسنتیا [illegible] " [illegible] "
[illegible] زرین خاکی [illegible] " گز " [illegible] "	کمبل فوجی [illegible] " [illegible] "
صافہ [illegible] اودہ [illegible] " [illegible] "	چادر پشمینہ [illegible] " [illegible] "
" خاکی [illegible] " [illegible] "	بنیان پاجامہ اونی [illegible] " [illegible] "
[illegible] گز " [illegible] "	" سوتی [illegible] " [illegible] "
" جو تینی [illegible] " [illegible] "	پٹی براے کوٹ فی تھان [illegible] روپے وغیرہ
دری [illegible] " [illegible] "	باقی فہرست منگواکر دیکھو۔
" فرشی فرمائش [illegible] تیار ہو سکتی ہے۔	

علاوہ انکے ہر قسم کا مال فوجی اسپلائی کیا جاتا ہے۔ کمر بند مستیل زرین بٹن جبار سوتی و زرین پیچ اونی و سوتی [illegible] وغیرہ وغیرہ بہ نسبت دیگر سوداگروں کے ہمارے ہاں سے ارزاں ملیگا۔ ایکبار بطور آزمائش تھوڑا سا منگوا کر ملاحظہ فرماویں پھر خود بخود کارخانہ کی سچائی اور مال کی عمدگی معلوم ہو جائیگی۔

نوٹ۔ سوداگروں کو خاص رعایت سے مال بھیجا جاتا ہے۔ عام خریداروں کو بذریعہ وی پی یا نقد روپیہ آنے پر ارسال کیا جائیگا۔ اور خرچ پارسل وغیرہ بذمہ خریدار رہیگا۔

المشتہر

شیخ غوث محمد اینڈ کمپنی سول و ملٹری کنٹریکٹر لدھیانہ

در مطبع اہلحدیث امرتسر میں حسب الارشاد مولانا ابوالوفا ثناء اللہ مالک مطبع چھپکر شایع ہوا

ahmadimuslim.de